اسلامی عدالت اور مسلمان کی شناخت

(از مولوی محمد حسن صاحب احسنؔ گونڈوی متعلم)

اوپر اور نیچے نظر ڈالنے پر کوئی تم سے بہت دور کچھ تمہارے بالکل متصل، لیکن ما فوق الادراک اور قیاس و گمان سے بالاتر قدرت کی جو صناعیاں اور کرشمہ سازیاں تمہیں دکھائی دے رہی ہیں جب سے انکا قیام معرض وجود میں آیا۔ اسی وقت سے مسلمان ایک نرالی شان اور مخصوص صنعت و کیفیت اور نظر فریب حلیہ کے ساتھ بلا اعتبار جماعت آخر کبھی قلیل کبھی کثیر تعداد میں زمانہ کی خوش بختی سے موجود تو رہا اور اب بھی ہے اور تا قیام قیامت رہیگا۔ باوجود سعی بلیغ اور جان توڑ کوششوں کے مخالف نہ اسے کبھی مٹا سکا اور نہ مٹا سکیگا۔ نبیوں کے تبدل سے فروعات میں تبدیلیاں ہوتی رہی ہیں لیکن اس کے اصل الاصول میں کبھی فرق نہیں آیا۔ آج میں تبلانا چاہتا ہوں کہ مسلمان کی پہچان کیا ہے اور اس کی شناخت کیونکر ہو سکتی ہے اور کیا چیز اس کے اندر مابہ الامتیاز پائی جاتی ہے وہ کونسا جذبہ کونسی اسپرٹ کونسا اعتقاد جازم ہے جس سے ہر مخالف و موافق باسانی ایک مسلمان کو معلوم کر سکتا ہے اور کونسی کسوٹی ہے جسپر مسلمان پرکھا جا سکتا ہے۔ مسلمان خدا کو ایک اور لاشریک جان کر بوئے گل توحید کو اپنے رگ و ریشے میں بسا کر اس کی مرضی پر اپنے آپ کو قربان کر دیتا ہے اور بس ع دو لفظ میں پوشیدہ کل میری کہانی ہے۔

اس پوشیدہ حقیقت اور چھپی ہوئی کہانی کی نقاب کشائی یوں ہوتی ہے کہ مسلمان سب سے پہلے جام توحید حلق سے اتار کر جسم کے رگ و پے میں پھیلا دیتا ہے اور ان خدائی قاصدوں (جنھوں نے انسان کو خلافت الٰہی کے ممتاز عہدے پر سرفراز ہونیکی بشارتیں دیں اور ہر زمانہ میں بھٹکے ہوئے انسان کی ہدایت کی جس سلسلہ کی آخری کڑی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں) پر ایمان رکھتا اور اللہ کے بھیجے ہوئے کو برحق رسول مانتا اور ان کے احکام کو خدائی احکام سمجھتا ہے اور ان صحائف کو جو انبیا کو دئے گئے منزل من اللہ مانتا ہے چنانچہ آخری صحیفہ (قرآن) محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا جو حقائق و معارف کا ایک گنجینہ ہے اس میں کوئی چیز تشنۂ وضاحت نہیں سب کچھ کھول کھول کر بیان کر دیا گیا ہے جسمیں ہر سائل کا جواب موجود ہے اللہ رب العزت مسلمان کی پہچان بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے اِنَّمَا کَانَ قَوْلُ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذَا دُعُوْا اِلَی اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ لِیَحْکُمَ بَیْنَھُمْ اَنْ یَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا " مسلمان جب کسی مقدمہ کے فیصلہ کے ماتحت اللہ اور اس کے رسولؐ کے روبرو بلایا جاتا ہے تو عواقب و انجام سے بے پرواہ ہو کر بے دھڑک کہدیتا ہے

سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے

وہ تو قضاء الٰہی اور فرمان رسولؐ کے سامنے اپنے لئے کوئی اختیار اور چون و چرا کی گنجائش ہی نہیں سمجھتا بلکہ ان سے روگردانی اور مخالفت کو باعث صد ضلال و گمراہی خیال کرتا ہے وہ اگرچہ بادشاہ بلکہ شاہنشاہ ہو لیکن اللہ اور اس کے رسولؐ کی مرضی یہ ہے کہ اپنی لڑکی ایک مسکین سے بیاہ دے تو اسے بخوشی منظور کر لیتا ہے وہ اپنی آنکھوں اور زبان، دل دماغ، اعضا و جوارح خواہشات نفس سب پر خدا اور صرف خدا کی حکومت تسلیم کرتا ہے اس کے خلاف نہ کوئی حرف زبان پر لا سکتا ہے اور نہ کوئی کام کرنیکے لئے تیار ہے اپنا بھلا برا نفع نقصان سب اسی کی طرف سمجھتا اور اپنے کو فقیر اسے غنی تصور کرتا ہے خدا کے قہر و جلال

غیض وغضب سے ڈرتا اور اس کے غفران کی امید رکھتا ہے وہ آیت ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ" کے ماتحت خدا کی محبت کے حصول کو رسُول کی اطاعت پر منحصر سمجھتا ہے وہ حدیث لا یؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من ولدہ ووالدہ والناس اجمعین" کے ماتحت ماں باپ بال بچے خویش اقارب دوست آشنا سب کی محبت پر رسولؐ کی محبت کو ترجیح دیتا ہے اور اسی کو اپنا کامل ایمان سمجھتا ہے وہ اپنے جان ومال کو جو اسے اسکے رب نے مفت دیا ہے جنت جیسے گرانقدر و گراں مایہ قیمت کے بدلہ میں اسی کے ہاتھ بیچ کر اپنی اس بیع سے بہت خوش ہوتا ہے اور تن تنہا دشمنان خدا کو قتل کرتا ہوا خود قتل ہو جاتا ہے لیکن اسی کو اپنے حق میں فوز عظیم خیال کرتا ہے وہ خدا کے روبرو اپنے گناہوں سے توبہ کرتا اور معافی چاہتا ہے اس کی عبادت کرتا اور حمد وثنا گاتا ہے اسی کے سامنے جھکتا اور جبیں سائی کرتا ہے وہ مخالفین کے ہجوم میں بھی کلمہ حق کہنے بلکہ اچھی باتوں کا حکم کرتا اور بری چیزوں سے روکتے ہوئے اللہ کے حدود کی نگہداشت کرتا ہے وہ اللہ کے بارے میں محبت کرتا اور اسی کیلئے بغض رکھتا ہے خواہ اسکا بھائی اور باپ ہی کیوں نہ ہو وہ باپ کی گردن مار سکتا ہے بیٹے سے تاحیات قطع کلام کر سکتا ہے۔ اکلوتے فرزند کی گردن پر چھری چلا سکتا ہے لیکن رب کو ناراض نہیں کر سکتا۔ اس کی راہ میں اگر ہمالہ بھی حائل ہو تو وہ اطاعت الٰہی کی ضرب کاری سے اسے بھی ریزہ ریزہ کر دیگا۔ اللہ اور رسولؐ کے حق میں گستاخی کرنیوالے کی زبان بند کر دیگا خواہ اسے جان سے ہاتھ دھونا پڑے وہ اعلاء کلمۃ اللہ کرتا ہے خواہ کتنے ہی مصائب کا سامنا کرنا پڑے وہ تیروں کی بوچھاڑوں میں ٹھہر سکتا اور توپ کے گولے سینہ تان کر کھا سکتا ہے لیکن دُم دبا کر میدان سے پیچھے نہیں بھاگ سکتا وہ برے فعل کو ہر ممکن ذریعہ سے روکتا ہے اگر ہو سکا تو ہاتھ سے ورنہ زبان سے اگر یہ بھی نہیں ہو سکتا تو کم از کم دل سے برا سمجھتا ہے۔ اس کا دل ملائم اور نرم ہوتا ہے جب قرآنی آیتیں اس پر تلاوت کی جاتی ہیں تو اس کے ایمان میں زیادتی ہو جاتی ہے اس کے بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اس کی آنکھیں سیلاب اشک جاری کرتی ہیں اگر اتفاقاً کسی اکھڑ سے سابقہ پڑ جائے تو "بابا معاف کر" کہکے اپنی عزت بچا کر چلا جاتا ہے۔ مسلمان دنیا میں رہ کر دنیا طلبی کو مقصود بالذات نہیں قرار دیتا بلکہ اپنی آخرت بناتا ہے وہ دنیا میں مسافر کی طرح زندگی بسر کرتا ہے اور آخرت کی طرف کوچ کرنے کیلئے زاد آخرت جمع کرنے میں ہمہ تن مصروف رہتا ہے وہ موت سے کبھی غافل نہیں ہوتا اسے اپنے سے بالکل متصل سمجھتا ہے وہ زندگی پر موت کو ترجیح دیتا ہے لیکن یہ صرف اسلئے کہ خدا سے ملنے کا یہی ایک ذریعہ اور اس کے وعدوں کے حاصل کرنیکا یہی ایک وسیلہ ہے وہ دنیا کی نظروں میں ہر دلعزیز رہنا چاہتا ہے اس کی کوشش یہ ہوتی ہے کہ اس کے ہاتھ پیر ضمیر زبان کسی سے کسی کو تکلیف نہ پہنچے وہ اپنے مسلمان بھائی کے لئے وہی پسند کرتا ہے جو اسے اپنے لئے محبوب ہے اس کا سلام کلام مفید متعارف نہیں ہوتا مسکینوں سے ہمدردی کرنا اس کا شیوہ ہوتا ہے۔ بیکسوں کا تعاون اپنا فرض سمجھتا ہے۔ جب لوگ کھاتے ہیں تو وہ بھوکا رہتا ہے جب موذن کی صدائے اللہ اکبر اسکے پردہ ہائے گوش کو چیرتی ہوئی دل کی گہرائیوں میں اترتی ہے تو اپنا کاروبار چھوڑ دیتا ہے اس کا کدال اگر اوپر اٹھا ہوا ہو تو وہیں کا وہیں رہ جاتا ہے اور نماز کی حاضری دینے کیلئے تیار ہو جاتا ہے اگر بات کر رہا ہو تو جملہ پورا کرنے کا موقع نہیں پاتا اپنی سوئی کو اگر کپڑے میں پرو دیا ہے تو نکالنے کی کوشش نہیں کرتا وہ نماز کو ہر چیز پر مقدم جانتا ہے اپنے قلبی اضطراب کو اسی سے رفع کرتا ہے اور اسے گناہوں کا کفارہ خیال کرتا ہے جب دنیا محو خواب ہوتی ہے تو وہ جاگتا ہے جب دنیا بیخبر ہوتی ہے تو وہ دست بدعا ہوتا ہے